بسم اللہ الرحمن الرحیم
باب نمبر 9
بدعت کا معنیٰ ومفہوم

باب نمبر 9

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَا مُجِيْبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَرَهْبَانِيَّةَ ِابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاعَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہ، وعمّ نوالہ، واعظم شانہٗ، واتم برھانہٗ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں سیدِ سروراں، حامیِ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جنابِ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

وارثانِ منبر ومحراب، اربابِ فکر و دانش، اصحابِ محبت ومودّت، حاملینِ عقیدہَ اہلِ سنت رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے آج ادارہ صراطِ مستقیم کے اجالوں میں ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

بدعت کا معنیٰ و مفہوم

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے۔ ہم سب کو قرآن وسنت پر عمل کی توفیق دے اور رب ذوالجلال ہم سب کو بدعات کے ارتکاب سے محفوظ رکھے۔ ہمارا آج کا موضوع یقیناً نہایت اہم موضوع ہے۔ اور یہ اہمیت اس کی کئی وجوہات سے ہے۔

اولین بات تو یہ ہے کہ مومن کا سرمایہ حیات اور مومن کا وقار اتباع سنت میں ہے اگر وہ بدعت کا مرتکب ہوگا تو سنت سے دور ہو جائے گا۔ اس واسطے بدعت کے بارے میں مطلع ہونا تعمیر سیرت کے لئے ضروری ہے۔

دوسرا یہ موضوع اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ بدعت کے معنیٰ ومفہوم میں کچھ لوگوں نے غلو کیا ہے اور بدعت کی غلط تشریح سے بہت سے وہ کام جو سنت کے دائرے میں آتے ہیں، انہیں بھی بدعت قرار دیا ہے۔ یہ بھی ظلم تھوڑا نہیں، اس سے پردہ اٹھانا بھی بہت ضروری ہے۔

تو ہماری آج کی گفتگو جو اپنے ٹائم کے لحاظ سے محدود اور مخصوص وقت میں ہے لیکن چند اصولی باتیں پیش کرتے ہوئے ہم اس کی جامعیت کی کوشش کریں گے۔

میری دعا ہے کہ خالق کائنات ہمیں کلمہ حق آگے پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

بدعت عربی زبان کا لفظ ہے تو ہمیں اس کی تعریف اور definition کے لحاظ سے عربی زبان کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

بدعت کا معنیٰ

عربی زبان میں بدعت کا معنیٰ یہ کیا گیا ہے:

اِیْجَادُ شَیْءٍ غَیْرِ مَسْبُوْقٍ بِمَادَّۃٍ وَّلَا زَمَانٍ

التعریفات: ص:۵

''وہ شے بنانا جس کا پہلے مادہ بھی نہ ہو اور زمانہ بھی نہ ہو۔''

مطلب کیا ہے کہ ایک نئی چیز بنانا یا گھڑنا، یہ اس کا لغوی معنیٰ ہے۔

عربی قانون

عربی زبان میں یہ قانون بیان کیا گیا ہے کہ با، دال، عین۔ یہ تینوں حروف اسی ترتیب سے جب اکٹھے استعمال ہونگے تو ان کا معنیٰ یہ ہوگا کہ کسی چیز کی ابتداء یا بغیر کسی نمونے کے کوئی چیز بنا دینا۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ پہلے نہیں تھی، نئے سرے سے یعنی ابتداءً اس کو بنایا جا رہا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس کا ماڈل بھی پہلے نہیں تھا تو یہ لفظ بدعت کا لغوی معنیٰ ہے کہ کوئی ایسی چیز بنانا جس کا ماڈل بھی پہلے موجود نہ ہو، اس کو بغیر کسی پیشتر مثال کے ایک وجود دینا، ایجاد کرنا، یہ بدعت کا لغوی معنیٰ ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس مادے کو یعنی با، دال اور عین کو کئی مقامات پر استعمال کیا ہے اور وہاں یہی معنیٰ جو ہم نے اس کے آغاز میں بیان کیا، اس کی

مناسبت ضرور ہوتی ہے۔

آیت نمبر 1

مثال کے طور پر سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر 9 میں اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ

''اے میرے نبی ﷺ آپ یہ کہہ دو کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔''

مطلب کیا تھا کہ میں کوئی پہلا نبی نہیں ہوں۔ مجھ سے پہلے بھی نبی آتے رہے ہیں اور یہ نہیں کہ میں نے نبوت کا اعلان کر کے کوئی نئی بات کی ہو۔ مجھ سے پہلے بھی اللہ تعالٰی کی طرف سے پیغمبر آئے ہیں۔ انہوں نے نبوت کا اعلان کیا ہے۔

لہٰذا میں نے کوئی انوکھی بات نہیں کہی کہ جس پر تمہیں تعجب ہو کہ میں نے کیا دعویٰ کر دیا ہے، ایسا کوئی کام میں نے نہیں کیا۔

مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ

میں کوئی پہلا نبی نہیں ہوں مجھ سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف فرما ہوتے رہے ہیں۔

آیت نمبر 2

ایسے ہی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 117 ہے:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

''زمین و آسمان کو نیا پیدا کرنے والا''

اب اس میں بدیع کا لفظ ہے۔ با، دال اور عین کا مادہ ہے، بدیع اللہ تعالٰی کی

صفت ہے کہ اس نے زمین و آسمان کو بنایا تو پہلے کوئی ماڈل نہیں تھا، اس کا پہلے کوئی ڈھانچہ نہیں تھا، اس کی پہلے کوئی مثال نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دیکھ کر یہ سب کچھ بنا دیا ہو بلکہ ابتداءً نئے سرے سے ایک نئی چیز بنائی۔ اس کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کو بدیع کہا جاتا ہے۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ جو کچھ بناتا ہے کسی کو دیکھ کے نہیں، بلکہ وہ یہ شان رکھتا ہے کہ جو میٹیریل استعمال ہوتا ہے وہ بھی اسی وقت تیار کر رہا ہے اس چیز کی صورت بھی اسی وقت معرضِ وجود میں آ رہی ہے۔ وقت کتنا لگتا ہے:

وَاِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ

''کہ جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو وہ کن کہتا ہے سب کچھ ہو جاتا ہے۔''

آیت نمبر 3

تیسرے نمبر پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحدید کی آیت نمبر **27** میں ارشاد فرمایا ہے:

وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کی قباحتوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی اس حرکت کو بیان کیا کہ انہوں نے راہب بننے والی بات گھڑ لی۔

وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا

اور رہبانیت انہوں نے خود گھڑی۔

مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ

ہم نے اس کو ان پر فرض نہیں کیا تھا۔

ہم نے معین نہیں کیا تھا کہ تم راہب بن جاؤ، چلّوں میں چلے جاؤ اور اس طرح کی زندگی کا ہم نے ان کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ انہوں نے خود اپنے لئے اس کو گھڑ لیا۔

اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ

انہوں نے یہ جو چیز گھڑی تھی، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے گھڑی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا

''انہوں نے اس کو گھڑ تو لیا مگر اس پر پہرہ نہ دے سکے۔''

اس کی رعایت نہ کر سکے، اس کا لحاظ نہ کر سکے اور پھر وہ راستے سے بھٹک گئے اور صراطِ مستقیم کھو بیٹھے۔

اب یہاں پر بھی اِبْتَدَعُوْهَا ہے۔ با دال اور عین اصل مادہ ہے۔ پھر اس سے باب افتعال بنایا گیا ہے۔ یہ رہبانیت کا طریقہ ان کا اپنا گھڑا ہوا طریقہ تھا، اپنا بنایا ہوا تھا اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے ابتداء کا مادہ استعمال کیا۔

بدعت کی اصطلاحی تعریف

اَلْبِدْعَةُ هِيَ الْفِعْلَةُ الْمُخَالَفَةُ لِلسُّنَّةِ

التعریفات: ص: ۵

بدعت اس فعل کو کہا جاتا ہے جو سنت کے مخالف ہو۔

یہ میر سید شریف جرجانی نے بدعت کی تعریف کی ہے۔

بدعت کی پہچان کی ضرورت

بدعت کی اصطلاحی تعریف کے اجمالی بیان سے پوری پہچان نہیں ہوگی، ہمیں اس کی کچھ تفصیل کرنا پڑے گی اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہ تفصیل کیوں ضروری ہے بدعت کی اگر پہچان نہیں ہوگی تو سنت سے اس کو جدا نہیں کیا جا سکے گا اور پھر بندے کا عمل محفوظ نہیں ہو سکے گا، اس میں بدعت کی آمیزش ہو جائے گی اور بدعت کی آمیزش ایسی چیز ہے کہ ابو عاصم رضی اللہ عنہ نے السنۃ میں روایت کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اِحْتَجَزَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ

السنۃ لابی عاصم: حدیث نمبر: ۳۸

"بیشک اللہ نے بدعتی سے توبہ کو روک لیا ہے"

بدعتی کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

یعنی توبہ کو اس سے روک دیا گیا ہے۔ اتنے بڑے جرم کا ارتکاب ہو جاتا ہے، جس وقت ایک بندہ بدعتی ہوتا ہے، بدعت کا مرتکب ہو جاتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت دور چلا جاتا ہے۔ اور ایسے ہی سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان جو صحیح مسلم میں موجود ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ایک طویل خطبہ جس کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَمَّا بَعْدُ

حمد و صلوٰۃ کے بعد۔

فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ

ساری باتوں سے اچھی بات اللہ کی کتاب ہے۔

وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ

اور سارے طریقوں سے اچھا طریقہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا طریقہ ہے۔

وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا

اور سارے کاموں سے برے کام وہ ہیں جو نئے بنا لئے گئے ہوں اور گھڑ لئے گئے ہوں۔

وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ

اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

صحیح مسلم شریف: حدیث نمبر: ۸۶۷

اس میں رسول اکرم ﷺ نے تنبیہ اور توبیخ فرمائی ہے کہ کسی طرح بھی بدعت کا ارتکاب نہ ہو اور میری امت بدعت سے محفوظ رہے چونکہ بدعت جہنم میں جانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ بدعت کتنی خطرناک چیز ہے۔ اس کو پہچاننا بڑا ضروری ہے تاکہ کہیں انسان اس کی معمولی سی بھی گرد کی وجہ سے آلودہ نہ ہو جائے۔

بدعت اور اصطلاحِ محققین

بدعت اور اصطلاح محققین کے لحاظ سے امت کے چند سرکردہ آئمہ کا حوالہ میں پیش کر رہا ہوں کہ جنہوں نے بدعت کی تعریف اور تفصیل کے لحاظ سے ہماری پوری رہنمائی کی ہے۔

ان میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ کے نزدیک بدعت کی تعریف

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْمُحْدَثَاتُ مِنَ الْاُمُوْرِ ضَرْبَانِ

یہ جو حدیث شریف میں ذکر آیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا

جو نئے کام بنائے جائیں وہ تمام اموراور کاموں میں زیادہ برے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

محدثات سے مراد عام نہیں ہے کہ ہر وہ کام جو نیا ہو اس کو برا کہا گیا ہو۔ سید عالم ﷺ نے جن محدثات کو شر کہا ہے ان کو پہچاننے کے لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محدثات الامور کی دو قسمیں ہیں

نمبر 1

اَحَدُهُمَا مَا اُحْدِثَ يُخَالِفُ كِتَاباً اَوْ اَثَراً اَوْ اِجْمَاعاً

دو قسموں میں سے پہلی قسم یہ ہے کہ وہ امور جو نئے بنائے گئے ہوں اور وہ چار میں سے کسی کے مخالف ہوں یا تو وہ قرآن کے مخالف ہوں، یا سنت کے مخالف ہوں یا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے آثار کے مخالف ہوں یا اجماع کے مخالف ہوں۔

اگر کام نیا ہو اور ان چار میں سے کسی کے خلاف ہو تو امام شافعی فرمانے لگے یہ وہ بدعت ہے، جس سے حدیث شریف میں منع کیا گیا ہے۔ اور یہ محدثات ہیں۔

وہ امور جن کو شر کہا گیا ہے۔ ایسے کام جو نئے ہیں اور ان کے ساتھ یہ قید ہے یا تو وہ قرآن مجید کے خلاف ہیں یا ان میں سنت کی مخالفت ہے یا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال کی مخالفت ہے یا اجماع کی مخالفت ہے تو پھر وہ محدثات شر امور ہیں۔ ان کا ارتکاب کرنا بدعت کہلائے گا۔ ان کی وجہ سے بندہ بدعتی بن جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَهٰذِهٖ بِدْعَةٌ ضَلَالَةٌ

اس کو بدعت ضلالۃ کہا جاتا ہے۔

نمبر 2

مَا اَحْدَثَ مِنَ الْخَيْرِ لَا خِلَافَ فِيْهِ لِوَاحِدٍ مِّنْ هٰذِهٖ

دوسری قسم یہ ہے کہ کام تو اگرچہ نیا ہو لیکن وہ مذکورہ چار میں سے کسی کے خلاف نہ ہو۔ نہ قرآن کے، نہ سنت کے، نہ آثار نہ اجماع کے۔ تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ جس وقت ایسی چیز ہوگی کہ جس میں کسی کی خلاف ورزی ہے تو اس کو بدعت ضلالۃ نہیں کہا جائے گا۔

. فَهٰذِهٖ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَهٰذِهٖ مُحْدَثَةٌ غَيْرُ مَذْمُوْمَةٍ

یہ بدعت حسنہ ہے اور یہ نیا کام غیر مذموم ہوگا۔

اگرچہ یہ ایک نیا کام ہے لیکن مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔ وہ نیا کام ہے لیکن دین میں وہ پسندیدہ امر ہے۔

لہٰذا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ یونہی

ہے کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ رمضان المبارک کی رات ہے اور مسجد نبوی شریف نمازیوں سے بھری ہوئی ہے اور جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھی جارہی ہے، تو آپ نے فرمایا:

نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ

یہ کام تو ایک نیا ہے مگر یہ کام بہت اچھا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ سند صحیح سے ثابت ہے۔ چونکہ رسول اکرم ﷺ نے روزانہ نماز تراویح کی جماعت نہیں کرائی۔ روزانہ نماز تراویح باجماعت پڑھنا اور بیس پڑھنا یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک امام کے پیچھے اکٹھا کیا اور فرمایا کہ تم نے اتنی رکعتیں پڑھنی ہیں۔ اب روزانہ نماز تراویح باجماعت پورے مہینے میں ہمارے نبی ﷺ سے ثابت ہی نہیں ہے۔ آقا ﷺ نے پوری زندگی نماز کی فرضیت کے بعد وصال تک کوئی رمضان ایسا نہیں گزارا کہ جس رمضان کے پورے دنوں میں عشاء کے بعد تراویح باجماعت ادا کی ہو۔

ویسے باجماعت آپ نے نماز تراویح پڑھائی ہے لیکن روزانہ نہیں ادا کی گئی۔ دو یا تین دن زیادہ سے زیادہ اس کی مدت کو بیان کیا گیا ہے۔

اب جس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اکٹھا کیا اور کہا کہ اتنی پڑھنی ہیں اور اس طرح باجماعت پڑھنی ہیں اور ایک امام کے پیچھے پڑھنی ہیں۔ اب سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کی بات کو تسلیم بھی کیا ہے اور کسی نے اختلاف بھی نہیں کیا کہ اے عمر تم ایک نیا کام شروع کر رہے ہو۔ جب نبی ﷺ نے روزانہ نہیں پڑھائیں تو تم کون ہوتے ہو کہ تم ان کی جماعت کرواؤ۔

پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ضمیر میں بات موجود تھی کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہمیں کبھی ایسے کام کا حکم نہیں دے سکتے کہ جو جہنم میں جلانے کا ذریعہ بن جائے اور سبب بن جائے اگر چہ وہ کام نیا تھا اس پر بدعت کا اطلاق بھی کر دیا گیا۔ لیکن فرمایا:

نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ

یہ اگر چہ ہم نے خود سوچا ہے۔ ہمیں نبی اکرم ﷺ نے یوں پابند نہیں کیا تھا کہ روزانہ جماعت کیساتھ پڑھا کرو اس کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ میرے صحابہ رات تم آئے تھے، اکٹھے ہوئے تھے اور تم میرا انتظار کرتے رہے مگر میں باہر نہیں آیا۔ اس واسطے کہ مجھے ڈر تھا اگر میں روزانہ آ گیا تو تم پہ واجب ہو جائے گی اور میں امت پر اضافی بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔ اس واسطے میں نے روزانہ جماعت نہیں کرائی۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے روزانہ پڑھنے سے وجوب تو نہیں ہوگا وہ تو محبوب علیہ السلام کی شان ہے کہ جن کے عمل کی وجہ سے آگے حکم میں یہ صورتحال بھی آ سکتی ہے۔

لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو ایک نیا کام کیا تھا اور دین کے اندر تھا اور طلب ثواب کے لئے تھا، یہ ساری باتیں اس میں موجود تھیں اس کو شروع کر لیا ہے

اور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا جس نے اختلافی نوٹ دیا ہو کہ اے امیر المؤمنین !تم یہ کیا کر رہے ہو ایسا کرنا بالکل جائز نہیں ہے۔ جب ہمارے نبی ﷺ نے روزانہ جماعت کے ساتھ نہیں پڑھائی تو تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ کسی نے جب اختلاف نہیں کیا تو ماننا پڑے گا کہ سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ نظریہ تھا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

ایک وہ ہے جو قرآن وسنت کے منافی ہو اور دوسری وہ ہے جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔ اور جو نیا کام تو ہو مگر وہ قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو اس کو بدعت حسنہ کہا جائے گا اور وہ سنت ہی کا ایک منظر پیش کرتی رہے گی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا۔

اب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت کرتے ہیں:

يَعْنِيْ اَنَّهَا مُحْدَثَةٌ

اگرچہ یہ کام نیا ہے۔

لم تکن

یہ پہلے نہیں تھا

وَاِذَا كَانَتْ فَلَيْسَ فِيهَا رَدٌّ لِمَا مَضٰى

یہ کام اگرچہ نیا ہے مگر اسلام کے کسی شعبہ کا رد بھی تو نہیں کرتا۔

اگر ہم نے جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھنا شروع کر دی ہے تو اس عمل سے نہ تو کسی آیت کی خلاف ورزی کی ہے، نہ کسی سنت کی خلاف ورزی کی ہے۔ لہٰذا

جس وقت اس میں مخالفت موجود نہیں ہے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے ایک اصول اخذ کرلیا کہ ہر وہ قول، ہر وہ فعل، ہر وہ کام جو شریعت کی کسی اصل کے نیچے آ رہا ہو اس کو پہلی بار کیا جا رہا ہو تو پھر بھی اس کو بدعت ضلالۃ کہہ کر اسے گمراہی نہیں قرار دیا جائے گا بلکہ اس کو حق اور ثواب کے طلب کا ایک ذریعہ قرار دے دیا جائے گا۔

اس بات کو امام بیہقی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

مناقب شافعی للبیہقی: ۴۶۸/۱-۴۶۹

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے تفصیل سے یہ بات چلی آ رہی ہے۔ ہم اس پراپیگنڈہ کو دور کرنا چاہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ بریلی والوں نے بیٹھ کے کچھ بدعت کی قسمیں بنالی ہیں۔

ایک بدعت حسنہ ہوتی ہے اور دوسری بدعت سیئہ ہوتی ہے۔

ہم کہتے ہیں ہم نے یہ قسمیں نہیں بنائیں۔ یہ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بنا دی تھیں جب یہ کہا تھا کہ یہ بدعت ہے مگر

نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ

یہ بدعت اچھی ہے۔

تو پتہ چلا کہ ہر بدعت ایسی نہیں جو بندے کو جہنم میں لے جائے۔

ایک بدعت حسنہ بھی ہے کہ جو جنت میں جانے کا سبب بن جاتی ہے۔ اسی بات کو ابو نعیم نے حلیہ کی جلد نمبر **9** صفحہ نمبر **113** پر بیان کیا ہے۔ وہاں پر امام شافعی

رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول اس انداز میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے:

اَمَّا الْبِدْعَةُ بِدْعَتَانِ

بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

مَحْمُوْدٌ

ایک بدعت وہ ہے جو محمودہ ہے۔

وہ کون سی ہے؟

فَمَا وَافَقَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَحْمُوْدٌ

جو کام سنت کے مطابق ہو، اگر چہ سنت میں اس کا ذکر نہ ہے لیکن ہے سنت کے مطابق تو اس کو محمود سمجھا جائے گا۔

اب نماز پڑھنا سنت میں موجود ہے۔ نماز جماعت سے پڑھنا بھی سنت میں موجود ہے۔ لہٰذا اس سے ایک شعبہ انہوں نے قائم کرلیا۔ تو اس واسطے کہنے لگے جو کام اگر چہ نیا ہو مگر اس کے اوپر ایک اصل موجود ہو اور یہ اسی سنت کی مطابقت کر رہا ہو تو پھر

فَهُوَ مَحْمُوْدٌ

پھر اس کو محمود کہیں گے۔

یعنی اس کام کی اللہ کے نزدیک بھی تعریف کی جائے گی۔

وَمَا خَالَفَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَذْمُوْمٌ

جو کام نیا تو ہو لیکن وہ سنت کی خلاف ورزی کر رہا ہو، سنت چھوٹتی ہو، اور سنت متروک ہوتی ہو۔ وہ کام سنت سے ٹکراتا ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے

یہ کام وہ ہے کہ جس کی مذمت کی گئی ہے۔ یہ ایک مذموم کام ہے۔ ہم اس کے قائل نہیں ہیں، ہم اس کے داعی نہیں ہیں اور یہ وہ بدعت ہے کہ جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

جو اس طرح کی بدعت ہو اس کو ضلالت کہا ہے اور اس کو جہنم جانے کا سبب بتایا ہے۔

امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدعت کی تعریف

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کے اندر احیاء العلوم میں جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 276 پر بدعت کی قسمیں بیان کیں، فرماتے ہیں:

اَلْبِدْعَةُ قِسْمَانِ

بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

بِدْعَةٌ مَذْمُوْمَةٌ

ایک بدعت مذموم ہے۔

وہ کونسی ہے؟

مَا تُصَادِمُ السُّنَّةَ الْقَدِيْمَةَ

جو سنت قدیمہ سے تصادم کرے۔

جو سنت سے ٹکرا جائے۔ وہ بدعت مذموم ہے۔ فرمانے لگے۔ ایک وہ بدعت ہے جو محمود ہے جس میں سنت کے ساتھ مقابلہ نہیں ہوتا اور سنت کے ساتھ

تصادم نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ کام نیا ہوتا ہے اور اس لحاظ سے اس پر لغوی طور پر لفظ بدعت بولا جاتا ہے مگر وہ سنت کا حصہ ہوتا ہے جس کے کرنے کی وجہ سے رب ذوالجلال ثواب عطا فرماتا ہے۔

امام نووی متوفی ۶۷۶ھ کے نزدیک بدعت کی تعریف

امام نووی نے تہذیب الاسماء واللغات کی جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 22 پر اس بات کو بیان کیا ہے کہ بدعت کیا ہے، کہتے ہیں:

هِيَ إِحْدَاثُ مَالَمْ يَكُنْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

بدعت وہ ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہو اور بعد میں اس کو پیدا کیا جائے۔

وَهِيَ مُنْقَسِمَةٌ إِلٰى حَسَنَةٍ وَّ قَبِيْحَةٍ

پھر اس کی آگے دو قسمیں ہیں۔ ایک ہوتی ہے بدعت حسنہ اور دوسری ہوتی ہے بدعت قبیحہ۔

تو اس مقام پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کی وضاحت کر رہے ہیں کہ ہر بدعت کو ایک پلڑے پر نہ تولا جائے، بدعت بدعت میں فرق کیا جائے۔ بدعت وہ بھی ہے جس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نعمۃ کے ساتھ اعلان کر رہے ہیں اور بدعت وہ بھی ہے جو قرآن وسنت کی خلاف ورزی کر رہی ہو۔

اس واسطے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں: حسنہ اور قبیحہ

شریعت میں مذمت اس کی کی گئی ہے جو بدعت قبیح ہو۔ بدعت حسنہ کی

شریعت میں ہرگز مذمت نہیں کی گئی۔

امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدعت کی تعریف

امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب النہایہ فی غریب الحدیث والاثر کی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 106 میں فرمایا:

اَلْبِدْعَۃُ بِدْعَتَانِ

بدعت کی دو اقسام ہیں۔

1- بدعت ہدیٰ

2- بدعت ضلال

ایک وہ بدعت ہے جو ہدایت والی ہے اور دوسری وہ بدعت ہے جو گمراہی والی ہے۔

اب واضح طور پر امام حضرت ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو بیان کر رہے ہیں کہ بدعت کو ایک راستے پر لا کر سب پر ایک ہی حکم لگا دو کہ بدعت جہنم جانے کا سبب ہے، ایسا نہیں۔ فرمانے لگے:

ایک ہے بدعت ہدیٰ کہ جو پوری کی پوری ہدایت پر مشتمل ہے اور دوسری گمراہی والی ہے۔ لہٰذا محبوب علیہ السلام کے فرمان کا یہ مطلب ہے کہ جو گمراہی والی بدعت ہوگی اس کی وجہ سے بندہ جہنم میں جائے گا۔ اس بدعت کی وجہ سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں لیکن جو بدعت ہدیٰ ہے، یہ وہ ہے کہ جو اللہ کے ہاں ایک محبوب عمل ہے اور ایسے امر کی اللہ کے ہاں تعریف کی گئی ہے ابھی میں بدعت کے اجمال کو بیان

کر رہا ہوں۔ آگے با قاعدہ تفصیل سے اس کی وجہ بیان کروں گا کہ یہ کام وہ ہے کہ جس کو حدیث نے سنت کا نام عطا فرمایا ہے۔

امام عینی متوفی ۸۸۵ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدعت کی تعریف

امام عینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عمدۃ القاری کی جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 136 پر ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْبِدْعَةُ فِي الْاَصْلِ اِحْدَاثُ اَمْرٍ لَمْ يَكُنْ فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

اصل میں بدعت یہ ہے کہ ایک ایسی چیز بنانا کہ جو رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں نہ ہو۔

ثُمَّ اَلْبِدْعَةُ عَلٰی نَوْعَيْنِ

پھر بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

اِنْ كَانَتْ مِمَّا يَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَحْسَنٍ فِي الشَّرْعِ فَهِيَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ

اگر وہ کام ایسا ہے کہ وہ شریعت کے کسی حسن کام کے نیچے درج ہو رہا ہے تو پھر اس کو بدعت حسنہ کہا جائے گا۔

وَاِنْ كَانَتْ مِمَّا يَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَقْبَحٍ فِي الشَّرْعِ فَهِيَ بِدْعَةٌ سَيِّئَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ

اور اگر وہ کام نیا ہے اور کسی ایسے کام کے نیچے داخل ہو گیا ہے جو کام شریعت میں قبیح تھا، شریعت کا ناپسندیدہ کام تھا تو اس کو بدعت قبیحہ کہا جائے گا۔ یہ گمراہی ہوگی، یہ ضلالت ہوگی اور اس میں رسوائی ہوگی۔

لیکن ایک کام نیا ہے مگر وہ ایک اچھے کام کے زمرے میں آ گیا ہے تو اس کو

کسی طرح بھی قبیح نہیں کہا جائے گا۔ جس طرح کہ نماز ہے، اس کا ثبوت آپ کے عہد میں ہے۔

اب ایک شخص سورج کے طلوع ہونے کے بعد نماز پڑھتا ہے، وقت مکروہ گزر چکا تھا یا دن کے کسی بھی ایسے ٹائم میں دو نفل نماز پڑھتا ہے کہ جس میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ تو اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس کو ہو بہو سنت سے ثابت کرو کہ یعنی 2:25 دو بج کر پچیس منٹ پر نفل پڑھنا جائز ہے تو سنت ایسی نہیں ملے گی مگر یہ ایسی بدعت نہیں ہوگی جو گمراہی بن جائے۔

بدعت ہوگی کہ نیا کام تو ہے مگر کیسا، جو سنت کے نیچے آ گیا ہے یعنی وہی حکم رسول اکرم ﷺ کی طرف سے ایک بار ثابت ہو جائے گا۔ وہ سارے ٹائم جو مکروہ نہ ہوں ان کے اندر عبادت کرنے کے لئے کافی ہے۔

لہٰذا اگر بعینہٖ معین کر کے اس کا نام رکھا جائے وہ بظاہر ایک نیا کام بھی کہلا سکتا ہے مگر وہ گمراہی کا سبب نہیں بنے گا۔ جس نے اس وقت میں نفل پڑھے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ثواب کا مستحق بن جائے گا۔

اس وقت میں نے پانچ آئمہ کرام کے حوالہ جات پیش کئے جب کہ درجنوں ایسے آئمہ کرام کے حوالہ جات موجود ہیں کہ جن میں بدعت کو باقاعدہ تقسیم سے سمجھا گیا اور اس کی روشنی میں

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

کے مفہوم کو واضح کیا گیا۔

بدعت کی اقسام

بدعت کی ابتدائی یہ دو قسمیں ہیں اور پھر آگے ان میں مجموعی طور پر پانچ قسمیں بنتی ہیں۔

امام عز بن السلام نے اپنی کتاب قواعد الاحکام کی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 172 پر تفصیل سے اس کی بحث کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں:

نمبر 1 بدعت واجبہ

نمبر 2 بدعت محرّمہ

نمبر 3 بدعت مندوبہ

نمبر 4 بدعت مکروہہ

نمبر 5 بدعت مباحہ

ان میں سے ہر ایک کی وضاحت کرتے ہیں۔

بدعت واجبہ

یہ وہ بدعت ہے جس کا کرنا واجب ہے۔ وہ بدعت تو ہے مگر اس کا کرنا واجب اور ضروری ہے۔ مثلاً بدعت واجبہ ہے اس میں یہ نہیں کہ اگر کرلو تب بھی ٹھیک

ہے، نہ کروتب بھی ٹھیک ہے۔ بلکہ اس کا کرنا لازم ہے۔

مثال کے طور پر نحو کا علم یعنی قرآنِ مجید کی گرائمر جاننا۔ اب کوئی لینگویج (language) ایسی نہیں ہے جو گرائمر کے بغیر سمجھ میں آجائے، تو ہم پر قرآن پڑھنا لازم، واجب ہے۔ اس کی سمجھ تب آتی ہے جب گرائمر آتی ہو تو جو واجب کا موقوف علیہ ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے۔

قرآن سمجھنا واجب ہے اور قرآن کی سمجھ نحو سے آتی ہے۔ پورے قرآن کا سمجھنا فرض کفایہ ہے، پورے قرآن مجید کو ستر مربع میل کے اندر اگر ایک بندہ بھی نہیں سمجھے گا تو سب گنہگار ہو جائیں گے اور اگر ایک پورا قرآن سمجھ جائے گا تو سب کا فرض کفایہ ادا ہو جائے گا۔ پھر قرآن سمجھنے سے مطلب ہے اصول و فروغ پر حاوی متبحر عالمِ دین بننا۔

اب وہ تب سمجھے گا جب اس کو نحو آتی ہوگی اور نحو اس کو تب آئے گی جب وہ ایسا نیا کام کرے گا کہ جس کا عہد نبوی ﷺ میں کوئی ذکر ہی نہیں ملتا۔ اس وقت نہ نحو کی کوئی کتاب تھی، نہ کوئی نصاب تھا۔ نحو کی بحیثیت علم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنیاد رکھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوالاسود دوئلی کے ذمہ لگایا کہ تم قرآن و سنت کی مہارت رکھتے ہو اور تم اصول بنا دو کہ پیش کہاں پڑھنی ہے، زیر کہاں پڑھنی ہے، زبر اور ضمہ، فتح، کسرہ کے سارے اصل بنائے، اس وقت نحو کا بیج بویا گیا اور پھر اس کے اندر نحوی آتے گئے اور ان کی کتابیں آتی گئیں۔ کتاب سیبویہ آگئی اور اس طرح کی

باتیں آگئیں۔

اور یہ نحو پھر تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں پھلی پھولی ہے اور بالخصوص عراق کی سرزمین کے دو شہر نحو کا ستون ہے۔ کوفہ و بصرہ کے لوگوں کی بات نحو میں حتمی مقام رکھتی ہے۔ اکثر نحو کی کتابوں میں آتا ہے کہ یہ کوفی کا قول ہے اور یہ بصری کا قول ہے۔

لہٰذا اس طرح قرآن پڑھا جائے گا اب قرآن کو سمجھنے کے لئے نحو کو پڑھنا لازم ہے۔ اور نحو صفہ والوں نے نہیں پڑھی، نحو بعد والوں نے پڑھی ہے۔ صفہ والے نگاہوں سے جو سرکار ﷺ کو دیکھ کر پڑھ لیتے تھے، ہمیں وہ نحو کی کروڑوں کتابوں سے بھی نہیں آتا۔ سید عالم ﷺ کے زمانے میں نحو کا بحیثیت علم نحو کوئی تصور نہیں تھا، نہ نحو کوئی پڑھائی جاتی تھی، نہ اس کے مدارس تھے، نہ اس کے اساتذہ تھے، نہ طالب علم تھے لیکن بعد میں پوری امت میں ہر عالم جو عالم بنا ہے، نحو پڑھ کے بنا ہے۔

تو اس نے ایک نیا کام، نئی چیز اور نیا فعل کیا اور فعل کر کے وہ اللہ کے دربار کا دھتکارا ہوا نہیں بنا بلکہ پیارا بن گیا ہے کہ اس کو قرآن سمجھنے کی توفیق آگئی ہے تو یہ ایک نیا کام کروایا گیا۔ بحیثیت نصاب ڈیوٹی کے ساتھ اور بڑی محنت کے ساتھ جگر پگھلا کے لوگوں نے نحو کو پڑھا۔

وہ کیا کر رہے تھے دین میں ایک نیا کام کر رہے تھے اور وہ کام بھی واجب سمجھ کے کر رہے تھے اور اس سے بدعت کا ارتکاب نہیں ہو رہا تھا، بلکہ سنت ہی کی تشریح ہو رہی تھی لہٰذا یہ کام نیا ہے مگر کرنا واجب ہے۔

اگر مطلقاً ہر نئے کام کو جہنم جانے کا سبب قرار دے دیا جائے تو پھر امت کے آئمہ میں سے بچے گا کون؟ امت کے علماء مجتہدین میں سے بچے گا کون؟ یہ سارے ہی تو اس نحو کی پیداوار ہیں۔ نحو پڑھ کے اس مقام پر پہنچے ہیں۔ اس واسطے یہ ایک بدعت ہے، نیا کام تھا مگر اس کا کرنا واجب تھا۔ ایسے اس کے سوا بہت سی چیزیں ہیں۔

مثال کے طور پر قرآن وسنت کے غریب الفاظ کو یاد کرنا۔

غریب کا مطلب یہ ہے کہ جو مشکل ہوں، ڈفیکلٹ (difficult) الفاظ ہیں ان کے معانی ڈھونڈھنا یہ بھی قرآن سمجھنے کے لئے لازم ہے اب اس کے لئے باقاعدہ کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً امام راغب کی کتاب المفردات ہے اور حدیث میں النہایہ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے۔ جو حدیث کے مشکل الفاظ کی وضاحت کرتی ہے۔

اب یہ کتابیں لکھنا پہلے نمبر پر ایک نیا کام تھا پھر ان کو پڑھنا ایک نیا کام ہے مگر ہیں دونوں لازم۔ اس واسطے اگر ہم نہیں پڑھیں گے تو حدیث کی سمجھ نہیں آئے گی۔ قرآن کی سمجھ نہیں آئے گی، قرآن پڑھنے کا فائدہ کیا ہوگا۔ تو اس واسطے مشکل معانی کے الفاظ کی ڈکشنریاں (Dictionary) تیار کرنا اور ان کو یاد کرنا، پڑھنا پڑھانا۔ یہ سارا ایک نیا کام تھا بعد میں شروع ہوا ہے مگر اس کو دین کے اندر لازم سمجھا گیا ہے۔

ایسے ہی خود حدیث شریف ہے۔ تو اس میں اصول حدیث ہے اور یہ اس امت کی شان ہے کہ اس نے ساری امتوں کو اس میدان میں پیچھے چھوڑا ہے۔ باقی امتیں اپنے پیغمبروں پر اتری ہوئی کتاب کو محفوظ نہ رکھ سکیں اور اس امت نے اپنے

محبوب علیہ السلام کا ہر ہر جملہ بھی محفوظ رکھا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے پینسٹھ علوم ایجاد کر دیئے ہیں، یعنی اصول حدیث پینسٹھ ۶۵ علوم پر مشتمل ہے اور ہر علم کے اندر پچیس پچیس جلد کی کتابیں ہیں۔ اتنی ذہانت اس امت میں آئی اتنی اللہ نے ان کو شان دی کہ انہوں نے ایسے نئے علوم بنائے کہ جس کی وجہ سے حدیث پر پہرہ ہو۔ سند میں راوی کے حالات، راوی کے طبقات، راوی پر جرح و تعدیل اور پھر صیغے اور پھر روایت کے انداز اور اسناد کی قسمیں اور حدیث کے بیان کی قسمیں، یہ ساری چیزیں انہوں نے خود بنائی ہیں اور اس وقت یعنی نبی ﷺ کے زمانے میں حدیث ایک ہی طرح کی تھی کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سنی ہے اور ان پر ماننا یوں لازم ہے جیسے قرآن کو ماننا لازم ہے۔ یہ جو قسمیں بن گئیں کہ یہ ضعیف ہے، یہ متروک ہے، یہ شاذ ہے، یہ موقوف ہے، یہ مرسل ہے اور یہ صحیح ہے۔

یہ قسمیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تو نہیں بنائیں۔ سرکار ﷺ نے بھی نہیں بنائیں۔ بعد میں جا کے بنی ہیں اور اب ان کو پڑھنا لازم ہے اور ان کا سمجھنا ضروری ہے اور بحیثیت نصاب عبادت سمجھ کے ان کو پڑھا جاتا ہے اور ثواب کے لئے ان کا درس دیا جاتا ہے اور ثواب کی نیت سے ان کے لئے طلبہ کو جمع کیا جاتا۔ یہ کام نیا ہے جو بہت بعد میں شروع ہوا مگر کرنا ضروری ہے۔ اور اس کو دین سمجھ کے کرنا ضروری ہے اور یہ بدعت نہیں بلکہ یہ پوری کی پوری سنت ہے۔ اب یہ وہ بدعت ہے کہ جس کا کرنا واجب ہے، اس کی اور بہت سی اقسام ہیں لیکن وقت مختصر ہے۔

بدعت محرّمة

یعنی وہ نیا کام جو حرام ہو یہ وہ کام ہے جس کا شریعت میں مواخذہ ہے کہ ایسا بدعتی کوئی نہ بنے اور بدعت محرّمہ کا ارتکاب کوئی نہ کرے یا مکروہہ کا ارتکاب کوئی نہ کرے۔ مثال کے طور پر جس طرح قدریہ کا مذہب ہے، جبریہ کا مذہب ہے، مجسمہ کا مذہب ہے، معطلہ کا مذہب ہے۔

جبریہ انسان کو مجبور محض ماننے لگے اور قدریہ قادر مطلق ماننے لگے اور مجسمہ والے اللہ کا جسم ماننے لگے اور مرجئہ کہنے لگے بس رحمت الٰہی کافی ہے۔ عمل کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مشبہ اور معطلہ کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے ایک عقل کو پیدا کیا تھا پھر فارغ ہے۔ باقی سب کچھ عقل کر رہی ہے تو یہ نظریات بدعت ہیں ان کی وجہ سے اسلام میں نئے دروازے کھلے اور ان فرقوں نے نئی راہیں بنائی اور یہ قول رب ذوالجلال کے بارے میں کرنا حرام ہے۔ رب ذوالجلال کے ہوتے ہوئے ہم کہیں کہ ہم اپنے افعال کے خود خالق ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (الصافات: ۹۶)

اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تمہارے فعل کو بھی پیدا کیا۔

اب میرا ہاتھ جو جنبش کرتا ہے تو اس فعل کا خالق بھی اللہ ہے اس واسطے جس وقت کچھ لوگوں نے یہ عقیدہ بنالیا کہ سب کچھ ہم خود کرتے ہیں۔ ہم خود مالک ہیں، اور ہم قادر مطلق ہیں۔ اللہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس کے بغیر چل رہے ہیں یہ بدعت تھی۔

اور دوسری طرف جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمیں عذاب کیوں دیتا ہے، ہم تو پتھر

ہیں۔ ہم خود کچھ بھی نہیں کر سکتے تو وہ بدعت کر رہے تھے

ہم درمیان میں اہلسنت و جماعت ہیں ہم نے کہا کہ خالق کائنات جل جلالہٗ کے اذن کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا اور طاقت وہی دیتا ہے لیکن اس کو استعمال بندہ اپنے اختیار سے کرتا ہے، چونکہ بندہ کاسب ہے لہٰذا اچھا کسب کرے گا ثواب پائے گا، برا کرے گا تو عذاب پائے گا۔ اور کسبِ فعل کی نسبت بندے کی طرف ہوگی مگر فعل کو پیدا کرنے کی جو طاقت ہے اور قوت ہے وہ بندے نے خود پیدا نہیں کی بلکہ رب ذوالجلال نے عطا فرمائی ہے تو اس وقت جب قدریہ، جبریہ، مرجئہ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔

یہ بدعتی ہیں، یہ بدعت محرمہ ہے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا، یہ جہنمی بننے والے ہیں اور دین کے اندر ایسے شعبے جس کو وہ ثواب سمجھتے ہیں کہ ہم دین میں اچھائی پیدا کر رہے ہیں انہوں نے یہ کام کئے۔ یہ قرآن وسنت کے منافی ہیں۔ اس واسطے یہ بدعت ضلالہ ہے۔ یہ بدعت قبیحہ ہے، مستقبحہ ہے، مذمومہ ہے۔ یہ ان کے جہنم میں جانے کا سبب بن جائے گی۔

بدعت مندوبة

بدعت مندوبہ مدارس کا بنانا ہے، سماجی خدمت کے کام کرنا، راستے پر نلکا لگوا دینا۔ کسی مہر پر پل بنا دینا، یہ ساری بدعات ہیں۔

مدرسہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس کو باقاعدہ مدرسہ کی شکل دی گئی ہو کوئی بلڈنگ مدینہ میں ایسی نہیں تھی۔ صرف صفہ کا چبوترا تھا اور وہ کائنات میں

کروڑوں مدارس کے لئے بیج ہے، وہاں کا ذرہ ذرہ کائنات کا مدرسہ بن گیا لیکن جو ہمارے ہاں مدارس بنے ہوئے ہیں اور جن کو ہم مدرسہ کہتے ہیں جن کو چلانا ثواب سمجھتے ہیں اور جن میں اپنی اولاد کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرتے ہیں اس طرح کے نصاب والا اور ایسی بلڈنگ والا تو ایک مدرسہ بھی عہد نبوی میں نہیں تھا یہ مدارس سارے کے سارے بعد میں بنائے گئے، ان کے نصاب بعد میں بنے، ان میں پڑھائی جانے والی کتابیں بعد میں لکھی گئیں، ان میں جو ختم بخاری ہوتا ہے اس بخاری کا بھی عہد نبوی میں کوئی وجود نہیں تھا، بعد میں سب کچھ آیا ہے لیکن سب کرتے ہیں تو ثواب سمجھ کے کرتے ہیں، کبھی تم نے دیکھا ہے جو بدعت کی رٹ لگاتے ہیں انہوں نے یہ سوچا ہو کہ ہم نے جو مدرسہ بنایا ہے اور جس شیپ کا بنایا ہے۔ یہ عہد نبوی میں تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے تو ایک صحابی کا اونچا مکان دیکھا تھا جب وہ ملنے آئے تھے تو آپ ﷺ نے چہرہ پھیر لیا تھا۔ فرمایا: تم نے اونچا مکان کیوں بنایا ہے تو یہ دس دس منزلہ مدارس کا تصور کہاں موجود تھا۔

اصل چبوترہ تھا تو اس چبوترہ سے دس منزلہ بنانا اگر اس کو دین سمجھا گیا ہے تو پھر ماننا پڑے گا اگر اصل موجود ہو تو پھر نیچے اس کے لحاظ سے جو بھی کام آئے گا وہ سنت کا حصہ ہوگا۔ اگر محبوب علیہ السلام نے تبوک جاتے وقت کھانے کے اوپر چند منٹ کی دعا مانگی ہے تو ہمارے لئے پورا ختم شریف ہو جائے گا۔ اس واسطے کہ اصل موجود ہے اور نیچے اس کی فرع کو قابلِ ثواب سمجھا جائے گا۔ یہ بدعت مندوبہ ہے۔

بدعت مکروہہ

بدعت مکروہہ یہ ہے کہ جس طرح شوافع کے نزدیک مسجد میں نقش ونگار کرنا، احناف کے نزدیک نقش ونگار مکروہ نہیں ہے۔

پکی مسجدیں بنانے سے تو منع کیا جاتا تھا لیکن زمانہ بدلا پوری کالونی کوٹھیوں کی ہو اور اللہ کا گھر کچا ہو تو یہ کوئی تصور اچھا نہیں بنتا تھا۔ لہٰذا کہا گیا مسجد بھی پکی بنالو خوبصورت بنالو اور کئی منزلہ بنالو۔

اسلام میں کئی منزلہ مسجد نہیں تھی یہ سب کچھ ہوا اور اس کو جائز سمجھا گیا اب جس وقت اس کا جواز مانتے ہیں اور اس میں اکثر تو کراہت بھی نہیں مانتے اور بالکل اس کو مباح مانتے ہیں اور کچھ لوگ نقش ونگار طلب ثواب کے لئے کرتے ہیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ بعد میں پیدا ہونے والی بعض چیزیں حرام نہیں ہیں بلکہ مباح و جائز بھی ہیں۔

اس لئے ایسے شتر بے مہار بن کے کہہ دینا کہ جو بھی نئی چیز ہے وہ بدعت ہے اور جو بدعت ہے وہ جہنم جانے کا ذریعہ ہے تو یہ بات ہرگز درست نہیں ہے یہ لوگ سوچے بغیر بمباری کرتے ہیں اور ان کو عقل نہیں ہے کہ کتنے اچھے کام پھر اس کی وجہ سے ترک کرنے پڑ جائیں گے کہ

کسی آنے والے طوفاں کا ڈراوا دے کر
ناخدا نے مجھے ساحل پہ ڈبونا چاہا

اور پہلے ہی سارا سلسلہ جو اسلام کے اندر بندگی اور ریاضت کا ہے اس کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے ایک واویلا شروع کر دیا ہے۔ جب پورا دین ہم اس کی

تعریف کو دیکھتے ہیں تو وہ ہمارے موقف کی حمایت کر رہا ہے۔

اگر نیا کام قرآن وسنت کی خلاف ورزی کر رہا ہے تو وہ بدعت ہے اس کے قریب نہ جاؤ لیکن اگر اسی کی تشریح کر رہا ہے تو پھر وہ سنت کا حصہ ہے۔ اس پر عمل کرو گے سنت والا ثواب مل جائے گا۔

بدعت مباحہ

تَوَسُّعٌ فِی الزَّائِدِ مِنَ الْمَاٰکِلِ وَالْمَشَارِبِ

''کھانے پینے کی چیزوں کی فراوانی بے کار بند ہونا''

اب جس شخص کو بدعت کے خلاف بغیر سوچے سمجھے بولنے کا مرض ہے اور سمجھتا ہے کہ میں سنت کا علمبردار ہوں تو وہ بتا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پہننے میں سنت طریقہ کیا تھا اور کتنے سوٹ تھے۔ جہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو چادر ایک ہی ہو جو پہن کے جہاد کر رہے تھے وہی چادر کفن پر تھی جو سر پہ دیتے تھے، قدم ننگے ہو جاتے تھے، قدم پر دیتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔

اب سنت تو یہ بھی ہے اور جو شخص اگر آج بیس جوڑے کپڑوں کے رکھتا ہے اس نے بدعت کا ارتکاب کیا ہے۔ اسلام میں تو اس طرح کے فینسی کپڑوں کا، اس طرح کے رنگوں والے کپڑوں کا اور اتنے نزاکت والے کپڑوں کا کوئی تصور نہیں تھا۔ وہاں جو ہفتہ ہفتہ کھجور پہ گزارہ ہوتا تھا اور آج دن میں ایک وقت کا کھانا دس ڈشوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ تو اس وقت ان کو بدعت کا معنیٰ یاد نہیں آتا کہ ہمارے دستر خوان اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دستر خوان میں فرق کتنا ہے وہ رسول اکرم ﷺ جو جو

کی مٹھی پر ہفتہ گزارہ کرنے والے ہوں ان کی سنت اس وقت یاد نہیں آتی جب اپنے
ہمہ جہت اور ہمہ نوع کھانے ہوں، پینے کی چیزیں ہوں اور سب کو جائز سمجھا جائے
اور اگر یہ اضافہ دین کے اندر جائز ہے اور یقیناً جائز ہے کہ اللہ نے نعمت دی ہے اور
محبوب علیہ السلام کا حکم ہے۔ نعمت کا اثر نظر آنا چاہئے اگر رب نے دیا ہے کھانے
میں کوئی حرج نہیں ہے مگر پھر انصاف بھی کرنا چاہئے۔

اگر اپنا اس قسم کا کھانا ہو تو بدعت نہیں ہے تو پھر غوث پاک کی گیارہویں کو
بھی بدعت نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ سوچنا چاہئے، یہ انصاف کرنا چاہئے، یہ عدل کا
تقاضا ہے، ایک معیار ہو اور ایک کسوٹی ہو۔ ایک طرح دین پر سوچا جائے۔ یہ لوگ
شریعت گھیر گھیر کے قبروں پر لے آتے ہیں۔ قبر اونچی نہیں ہونی چاہئے تو کیا یہ جائز
ہے کہ حرم کے ساتھ بیس منزلہ محل بنایا جائے، یہ کس شریعت کا حصہ ہے۔ قبروں پر تو
وہ لونڈے جوتوں سمت چلیں جن پر محبوب ﷺ نے ایک کہنی رکھنے کی بھی اجازت
نہیں دی تھی اس وقت شریعت کا پتہ نہ چلے اوروں کی طرف دیکھیں تو بدعت ہی
بدعت نظر آئے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے سنت کا علمبردار بنایا ہے اور سنت کے آئینے میں بدعت کی جو
حیثیت ہے اس کو ہم جانتے ہیں اگر یہ لوگ اپنے گریبان میں جھانکیں تو خدا کی قسم بات
کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ انہوں نے حجاز مقدس میں جو اسلام کا مرکز ہے وہاں پر ایسی
بدعات کا جال پھیلا رکھا ہے کہ جس کی وجہ سے آج پوری دنیا میں مسلمانوں کے سر
ندامت سے جھک گئے ہیں کیونکہ مرکز میں کچھ ایسے بدعتی لوگ آگئے کہ جنہوں نے

اسلام کی عظمتوں کو اس انداز میں مسمار کر دیا ہے وہ امریکہ کی گود میں بیٹھ کے کعبہ کی رکھوالی کرنے والے لوگ انہیں خود یاد آنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ (البقرہ: ۴۱)

ڈرو تو صرف مجھ سے۔

غیر مسلموں سے گٹھ جوڑ کی کیا ضرورت ہے عرب علاقوں میں انکو اڈے دینا کیا بدعت نہیں ہے۔ اسلام ہے کہ اس کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو

شرح الحدیث

یہ پانچ قسمیں بدعت کی جو میں نے بیان کی ہیں۔ اب ان کو سامنے رکھتے ہوئے ذرا حدیث شریف کی شرح کیجئے۔

شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا

کاموں میں سے برے کام وہ ہیں جو نئے بنائے گئے ہوں۔

ان کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور باقی تمام کے اقوال کی روشنی میں نے بیان کیا کہ وہ نئے جو قرآن کے خلاف ہوں یا سنت کے خلاف ہوں یا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے آثار کے خلاف ہوں اور ان کے اوپر کوئی اصل موجود نہ ہو، وہ نئے کام برے ہیں اور ان کو رسول اکرم ﷺ نے فرمادیا:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

ہر بدعت ضلالۃ و گمراہی ہے۔

اب بدعت کے ساتھ ایک قید ہے یہ سب کے نزدیک عام مخصوص البعض ہے۔ ویسے تو کہا جاتا ہے:

كُلّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

ہر بدعت لیکن یہ عام مخصوص البعض ہے یعنی ہر بدعت مذمومہ ضلالت ہے۔ ہر بدعت قبیحہ ضلالت ہے۔ ہر وہ بدعت جو قرآن وسنت کے خلاف ہو وہ ضلالت ہے۔

اب جس وقت اللہ تعالیٰ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کا ذکر کرتا ہے تو فرمایا ہے:

اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَاَتْبَعَ سَبَبًا (الکہف: ۸۴،۸۵)

ہم نے اسکو ہر چیز کا ایک ساماں عطا فرمایا تو وہ ایک سامان کے پیچھے چلا

تو کیا آج جو ہمارے پاس اسباب ہیں یہ بھی ذوالقرنین کو دیئے تھے۔ نہیں دیئے تھے تو پھر ہر کیوں کہا تو جو اس وقت معتبر تھے جن کی ضرورت تھی وہ سارے دے دیئے تھے۔ اب لفظ کل بھی ہے اس کے باوجود کچھ فرد پیچھے بھی ہیں یعنی کل اکثر یہ ہے کل حقیقیہ نہیں ہے۔

کچھ افراد کل سے باہر بھی ہیں ایسے ہی کل بدعۃ میں، کل ہے لیکن اس کے باوجود کچھ بدعت کے افراد کل سے باہر بھی ہیں وہ کون سے افراد ہیں کہ جن میں ان چار امور کی مخالفت نہیں ہوتی ان کو بدعت ایسے معنیٰ میں جو ضلالت وگمراہی ہو جہنم میں جانے کا سبب ہو، ایسا نہیں سمجھا جائے گا۔ ضلالت کا حکم اس بدعت پہ لگایا جارہا ہے کہ جو مذمومہ ہے۔ یہ قید سارے آئمہ نے اس حدیث شریف کے اندر یونہی لگائی ہے جیسے قرآن مجید کے اندر سارے قید مانتے ہیں۔

اگرچہ کل آیا ہوا ہے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جو کچھ تھا کائنات میں وہ ذوالقرنین کو دے دیا گیا۔ نہیں بلکہ کچھ دیا گیا اس کے باوجود لفظ کل آیا ہے۔ ایسے

كُلُّ بِدْعَةٍ

پر کل آیا ہے مگر وہ بدعتیں خارج ہیں جو سنت ہی کی تشریح کر رہی ہیں اس سلسلہ میں ہمارے پاس دلیل یہ ہے۔

بدعت حسنہ سنت کی ہی تشریح کرتی ہے

بدعت حسنہ جو بدعت قبیحہ کے مخالف ہے وہ سنت ہی کی تشریح ہے۔

اس پر حدیث شریف سے چار دلیلیں پیش کرتا ہوں کہ

كُلُّ بِدْعَةٍ

سے مراد ہر بدعت نہیں ہے بلکہ اس سے ہر وہ بدعت مراد ہے جو مذمومہ ہو۔ باقی ہر بدعت مراد نہیں ہے کہ بدعت حسنہ پر بھی حکم لگایا گیا ہو۔

پہلی دلیل

سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ

جامع ترمذی: ۲۶۷۶

تم پر میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت بھی لازم ہے۔

اور یہ صحیح حدیث ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ تم پر میری سنت لازم ہے اور میرے خلفاء کی سنت بھی لازم ہے۔ اب یقیناً وہ جو لفظ ہے۔

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

کل بدعۃ میں اگر ہر نیا کام لانا ہے کہ کوئی بھی باہر نہیں رکھیں گے تو پھر اس ہر میں خلفاء کا کام بھی ضرور آئے گا کہ جو نیا ہوگا اس کو پھر بدعت ماننا پڑے گا۔

اور بدعۃ سیئہ ہوگی تو پھر معاذ اللہ خلفاء پہ عدم اعتماد ہو جائے گا۔ اور ایسا ہر گز نہیں ہے۔ ماننا پڑے گا کہ خلفاء راشدین کے جو کام ہیں وہ اگر نئے بھی ہونگے وہ پھر بھی اسلام ہوگا اس کو بدعت کے زمرے میں نہیں رکھا جائے گا۔ جب ایک فرد وہاں کل کے نیچے سے نکل آیا تو اس کے ساتھ اور افراد بھی باہر نکل آئیں گے۔ اور یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل ہے اس کو ماننا پڑے گا۔

اس واسطے کہ میرے محبوب علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ جو صحابہ کا کام ہوگا۔ اگر چہ نیا ہوگا مگر اس کو بدعت نہ کہنا، یہ سنت ہے۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ

تجھ پر میری سنت بھی لازم ہے اور میرے خلفائے راشدین کی سنت بھی لازم ہے۔

دوسری دلیل

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کام نیا کیا۔ نماز تراویح باجماعت ایک امام کے پیچھے پڑھنا ایک نیا کام تھا لیکن آپ نے اس کو بدعت بھی اور سنت بھی کہا۔ بدعت کس نے کہا، خود کہا۔

نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ

یہ بدعت ہے لیکن بڑی اچھی بدعت ہے۔

اور سنت کس نے کہا۔ سنت ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خلفاء کرام علیہم الرضوان کام کریں گے وہ بدعت نہیں ہوگا بلکہ وہ میری سنت ہی ہوگی۔

تیسری دلیل

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ

ترمذی شریف: حدیث نمبر: ۳۶۶۲

لوگو میرے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا اور انکی بات ماننا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد یہ جو بتائیں گے، وہ بات ماننا۔ اب ان کے فیصلے جو محبوب علیہ السلام کے بعد تھے ان میں بہت سے نئے کام تھے لیکن ان کو جو مانے گا وہ بدعتی بن جائے گا۔ اس معنیٰ میں کیا وہ جہنمی ہے؟ نہیں۔ جو ان کی اطاعت کرے گا اس کو محبوب علیہ السلام کی اطاعت والا ثواب ملے گا۔

دیکھو جس وقت حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان دونوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ قرآن جمع کرو تو انہوں نے کہہ دیا کہ تم وہ کام کیوں کرتے ہو جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا یہ نیا کام تھا اور دین کا تھا اور ثواب کے لئے تھا کہ قرآن جمع کرو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ ڈٹ گئے کہ نیا کام ہے میں کیوں کروں لیکن پھر یہ کام کیا اور قرآن جمع ہوا، سارا لکھا اور یہ بیان کیا کہ قیامت تک اس سوچ کو زمین میں دفن کردو کہ محبوب علیہ السلام کے فرمان کا یہ سرسری معنیٰ لیا جائے کہ جو بھی کام نیا

ہوگا وہ برا ہوگا۔نہیں نہیں۔

بہت سے کام ایسے ہوں گے جو کام تو نئے ہوں گے،ثواب اس پر واجب کا مل جائے گا۔اب قرآن جمع کرنا کتنا نیکی کا کام بنا،اس پر صحابی نے پہلے ایکشن لیا کہ دین میں یہ ایک نیا کام ہے،ہم کیوں کریں۔

اے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما مجھے یہ نہ بتاؤ اور مجھ سے نہ کہو میں نیا کام نہیں کروں گا اگر یہ کرنا ہوتا تو سرکار ﷺ کروا کے جاتے۔جب آپ نے نہیں کروایا تو تم کیوں کرواتے ہو۔یہ سوچ تو ابھری مگر یہ صحیح سوچ نہیں تھی۔جب اس سوچ کو مطمئن کیا اور جواب دیا کہ ٹھیک ہے کام تو نیا ہے لیکن ہم ان کے وارث ہیں،ہم کروا رہے ہیں اس کو بدعت نہ کہنا بلکہ یہ ہمارے نبی ﷺ کی سنت بن رہی ہے۔

صرف یہ ہی نہیں یہ خلفاء تک ہی نہیں رہی کہ چلو خلفاء تک مان لیتے ہیں حالانکہ

كُلُّ بِدْعَةٍ

میں کل پورا مراد لینا ہے تو پھر کسی خلیفہ کی بھی کوئی مجال نہیں ہے کہ اس کی بات مانی جائے۔پھر تو نبی اکرم ﷺ کی بات ہے۔لیکن اگر کوئی عموم سمجھنا چاہتا ہے تو ہمارے پاس اس کی دلیل موجود ہے۔

چوتھی دلیل

یہ حدیث شریف مسلم شریف میں اور ترمذی شریف میں بھی موجود ہے۔

میرے محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهَا اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا

المسلم: ح ۱۰۱۷ ترمذی شریف: ح ۲۶۷۵

آپ ﷺ نے فرمایا جس بندے نے اسلام میں کوئی نیا کام جاری کیا۔

مَنْ سَنَّ جس نے سنت بنائی۔

فِی الْاِسْلَامِ اسلام میں۔

سُنَّةً حَسَنَةً اچھی سنت بنائی۔

مطلب یہ ہے کہ سرکار ﷺ کی سنت نہیں اس نے اپنی بنائی یعنی سنت سے مراد نیکی کا کوئی نیا کام شروع کر دیا جو پہلے نہیں تھا تو محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اتنا اچھا بندہ ہے اس کو اپنے کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور قیامت تک جتنے لوگ وہ اچھا کام کریں گے اس کا ثواب بھی اس کو ملتا جائے گا۔

اب ہے یہ نیا کام مگر سرکار ﷺ نے بدعۃ نہیں بلکہ سنت کہا ہے۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً

جس نے اسلام میں کوئی سنت بنائی۔

کوئی طریقہ بنایا اور ساتھ سنۃ حسنۃ کی قید بھی ہے چونکہ لغوی طور پر سنۃ طریقہ کو کہا جاتا ہے، خواہ وہ اچھا ہو یا برا ہو۔ اس واسطے ساتھ قید لگائی۔

سُنَّةً حَسَنَةً

جس نے کوئی اچھا طریقہ بنایا۔

مثال کے طور پر ہم نے یہ گوجرانوالہ میں فہم دین شروع کیا ہمارا یہ تیرھواں سالانہ پروگرام ہے کچھ لوگوں کا دوسرا ہے اور کچھ کا تیسرا اور کچھ کا چوتھا ہے تو ہم نے ایک اچھا طریقہ شروع کیا ہے تو ہمارے طریقے پر جو چلتا ہے انہیں اخلاص کے

ساتھ اور خلوص کے ساتھ، تو ہمیں اپنے کام کا بھی ثواب ملے گا، ان کے کام کا بھی ثواب ملے گا۔ اور صرف دو چار سالوں تک نہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ — قیامت تک۔

قیامت تک جتنے اس رستے پر چلیں گے اللہ تعالیٰ ان سب کا ثواب اس بانی کو عطا فرمائے گا اور پھر جو بعد میں چلیں گے کیا ان کا ثواب کم ہو جائے گا۔ نہیں،

مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئاً

بغیر ان کے اجر سے کوئی چیز کم کئے۔

ان کا ثواب کم نہیں ہوگا۔ اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔ جو بعد میں آرہے ہیں ان کو اللہ کے کوٹے سے پورا ملے گا جو انہوں نے کیا اور جس نے نئے کام کی بنیاد رکھی اللہ اس کو اپنے فضل سے مزید عطا فرمائے گا۔

اب دیکھو کہ کوئی شک کی گنجائش ہے؟

کام نیا ہے جس کو لغوی طور پر بدعت کہا جائے گا مگر حدیث کی رو سے سنت کہا جائے گا، چونکہ سرکار ﷺ نے سنت کہا:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً

جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا، نیا طریقہ رائج کیا پہلے نہیں تھا نیا بنایا، اس بندے کو اس کا اجر ملے گا۔

مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَیِّئَةً

جس نے کوئی برا طریقہ رائج کیا۔

یعنی کوئی نیا نشہ متعارف کروادیا، کوئی سینما گھر، کوئی اس طرح کی چیز، کوئی فحاشی کا نیا طریقہ، کوئی الیکٹرانک میڈیا یا پرنٹ میڈیا میں فحاشی کا نیا انداز لے آیا۔ قیامت تک جتنے لوگ اس برے رستے پہ چلیں گے جس نے بنیاد رکھی تھی سب کا گناہ اس کو ملے گا اور جو کر رہے ہیں ان کو بھی ملے گا۔

تو یہ قسمیں ہم نے بیان نہیں کیں، یہ سرکار ﷺ نے خود بیان کی ہیں کہ وانکی امت ہر نئے کام کو ایک ہی زمرے میں دھکا نہ دے دے کہ چونکہ نیا ہے لہٰذا بدعت ہے اور جو بدعت ہے وہ جہنم ہے۔

حدیث سے ثابت ہوا

نہیں نہیں۔ کوئی نیا کام بدعت ہوگا اور ساتھ جنت کی گلی بھی بن جائے گی۔ اور کوئی نیا کام بدعت ہوگا اور جہنم کے کانٹے اس میں موجود ہوں گے اب یہاں زندوں میں رہنا ہے تو ذرہ پہچان پیدا کر کہ وہ بدعت کونسی ہے کہ جس کی مذمت کی گئی ہے اور وہ نئے کام جو اتنے متعارف ہیں۔

اب ختم بخاری ہوتا ہے۔ ہم کرتے ہیں، وہ لوگ بھی کرتے ہیں۔ کبھی ختم کے لفظ سے شرماتے ہوئے تکمیل بخاری کہتے ہیں اور کبھی تقریب بخاری کہتے ہیں مگر جو بھی کہیں اپنے کہے ہوئے سے بچ نہیں سکتے۔ اس واسطے کہ بخاری کی تقریب ہو یا تکمیل ہو وہ تب ہوگی جب بخاری ہوگی اور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں نہ بخاری تھی نہ بخاری کی تقریب تھی، نہ تکمیل تھی یا تو یہ کہو کہ دین کا کام نہیں یا یہ کہو کہ یہ ثواب کا کام نہیں۔

منکرو! اگر ثواب کے لئے کرتے ہو اور دین سمجھ کے کرتے ہو اور نیا کام کرتے ہو تو پھر مان جاؤ یہ بدعت حسنہ ہے کہ جس کے کرنے سے رب ذوالجلال ثواب بھی عطا فرماتا ہے۔

محتشم سامعین!

مختصر گفتگو میں اپنی اس بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔ بڑا اہم حوالہ ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک نیا کام ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ مکہ شریف میں گرفتار تھے۔ یہ بڑے عجیب صحابی ہیں۔ محبوب علیہ السلام مدینہ شریف میں ہیں اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ مکہ شریف میں ہیں، گھبرائے نہیں، خوش ہیں کہ محبوب کی محبت میں، میں قید میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اتنا بندوبست کیا کہ مکہ شریف کے پورے علاقے میں انگوروں کا موسم ہی نہیں تھا لیکن جب بھی دیکھا جاتا تھا، انگور ان کے پاس موجود ہوتے تھے۔

جس وقت ان کو حرم سے باہر نکالا گیا کہ باہر چلو اب تمہارا سر اتارتے ہیں۔ یہ شہید عشق نبی ﷺ باہر نکل رہے ہیں۔ اور خوش ہیں کہ میں نے جس دن کلمہ پڑھا تھا تو کہہ رہا تھا۔

اے عصر حاضر گواہ رہنا چراغ الفت جلایا ہم نے
راہ وفا کے قدم قدم پر ہمارے لہو کے دیئے جلیں گے

اب میرا لہو بہنے والا ہے جب نکلنے لگے تو فرمانے لگے میری ایک چھوٹی سی تجویز ہے۔ مجھے پکڑ کے لے جانے والو!

دَعُوْنِیْ

مجھے ذرا چھوڑو۔

اُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ

میں ذرا اللہ کو سجدے کر لوں۔ دو رکعتیں پڑھنا چاہتا ہوں۔

تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

ثُمَّ انْصَرَفَ

پھر پھرے اور کہنے لگے۔

لَوْلَا اَنْ تَرَوْا اَنَّ مَا بِیْ جَزْعٌ مِّنَ الْمَوْتِ لَزِدْتُّ

اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم یہ کہنا شروع کر دو گے کہ موت سے ڈر کے اس نے نماز لمبی کر لی ہے تو میرا دل اور نماز پڑھنے پر بھی تھا علیحدہ کرو مگر میں اسلام کی غیرت پر بھی پہرہ دینا چاہتا ہوں کہ یہاں ایسا تصور نہیں پیدا ہونا چاہئے کہ موت سے ڈرتے ہیں۔

اگرچہ دل میرا تھا کہ اور نماز پڑھوں مگر تمہیں یہ وہم پڑھنا تھا کہ موت سے ڈر کے پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس واسطے لمبی نہیں پڑھی بلکہ چھوٹی پڑھ کے آ گیا ہوں۔ اب یہ ایک صحابی ہیں اور رجسٹرڈ جنتی ہیں اور انہوں نے دین میں ایک نیا کام کیا شہادت سے پہلے نماز کا کوئی تصور نہیں تھا۔ دو رکعت نماز شہادت یہ دین میں دور دور تک اس کا کوئی تصور نہیں تھا اور خود بخاری میں یہ لفظ موجود ہیں:

فَکَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ رَکْعَتَیْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ (بخاری شریف: ۵۸۵/۲)

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے شہادت کے وقت دو رکعت نماز نفل پڑھنے کی بنیاد ڈالی۔

اب ذرا دیکھو تو سہی کیا نماز دین نہیں ہے؟ کیا دین کا ستون نہیں ہے؟ کیا یہ نیا کام نہیں ہے؟ کیا صحابی نے نہیں کیا اور جنتی نے نہیں کیا اور جو شہادت کا جام نوش کر کے اللہ کے دربار میں پہنچنے والے ہیں۔ ظلم ہو گا ان لوگوں کا جو ہر نئی بات جو دین میں ہو اس کو جہنم کا سند یسہ بیان کریں۔

تو معاذ اللہ پھر یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ جہنم میں جا رہے تھے۔ استغفر اللہ وہ جہنمی نہیں تھے، نہیں نہیں، بلکہ وہ جنتی تھے تو جو سوچ اس جنتی کی ہے، اس سوچ کو سنی سوچ کہا جاتا ہے اور وہ انداز ہمارا ہے۔ بدعت کے مفہوم کے لحاظ سے، کہ اگر چہ کام نیا تھا مگر انداز نماز کا جو پرانا تھا پہلے بھی نماز تھی، وقت کی تعیین انہوں نے اپنی طرف سے کر لی اور وقت کی تعیین کرنے سے بندہ بدعتی نہیں بن جاتا کہ جس کی وجہ سے گمراہی آ جائے۔ انہوں نے اپنی طرف سے ایک نیا وقت بنالیا۔ دو رکعت نماز شہادت پڑھی ہے۔ اس کو سرکار ﷺ نے رد نہیں کیا بلکہ جب ان کا سلام سرکار ﷺ کو پہنچا ہے تو علیک سے سلام کا جواب شہادت کے بعد بھی دیا، اتنا پسند کیا۔

تو جس وقت شہادت کی نماز کے لئے وقت کی تعیین کر لی جائے تو بدعت نہیں ہے۔ تو اذان سے پہلے، اذان کے بعد اور جمعہ پڑھ کے سلام پڑھا جائے تو یہ کیسے بدعت ہے۔

اگر تعیین ہم کرتے ہیں اور معین کر کے پڑھ لیتے ہیں یا کوئی انداز ایسا موجود ہے تو اس پر کوئی شخص ہٹ (hit) کرتا ہے تو وہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ پر

ہٹ(hit) کررہا ہے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے قیامت تک کے لئے شہادت کے ساتھ ساتھ بدعت اور سنت کا فرق بھی بیان فرمادیا ہے۔ اب آخری بات بیان کر کے گفتگو کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عمل بیان کرنا چاہتا ہوں اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ والی بات میں نے اس لئے کی ہے کہ ہمارے پاس درجنوں ایسی دلیلیں ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی ﷺ سے پوچھے بغیر ایک نیا کام دین کا کرلیا اور سرکار ﷺ نے جھڑکی نہیں دی کہ تم کون ہوتے ہو۔ دلیل صرف محبت ہے۔

ایک شخص کے بارے میں شکایت ہوئی کہ جب بھی نماز ہوتی ہے تو یہ سورۃ اخلاص ہی پڑھتا ہے تو محبوب علیہ السلام نے مواخذہ کیا۔ فرمایا: کیوں تم یہ سورۃ پڑھتے ہو، تمہیں اور کوئی سورۃ نہیں آتی، تو انہوں نے کہا:

أُحِبُّهَا

محبوب میرا اس سے پیار بڑا ہے۔

اب دلیل محبت نکلی تو میرے محبوب علیہ السلام نے فرمایا۔ ٹھیک ہے اگر تمہیں اس سے محبت ہے تو

إِنَّ حُبَّكَ إِيَّاهُ أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ مشکوۃ شریف: ۱۸۵

تیری سورۃ سے یہ محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔

یہ میری دلیل ہے کہ کہیں اگر کوئی دلیل بھی نہ ہو اور کام شریعت کے خلاف نہ ہو تو وہ صرف محبت ہی اسکی کی دلیل ہے۔

انگوٹھے چومنے پر ہمارے پاس حدیثیں بھی ہیں مگر یہ دلیل کافی ہے اگر سورۃ اخلاص کی تعیین کرنے والا محبت کے زمرے میں جب آتا ہے تو سرکار ﷺ فرماتے ہیں۔ اگر چہ قرآن سارا اللہ کا ہے مگر تیری محبت سورۃ اخلاص سے زیادہ ہے تو یہ محبت

تجھے جنت میں لے جائے گی۔ اس واسطے محبت ایک مستقل دلیل ہے۔

اب یہاں دیکھئے اس کی وضاحت کیسے ہوتی ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینا آسان ہے مگر ان کے نظریے کو سمجھنا مشکل ہے۔ ان کے نظریے پر قائم وہی رہ سکتا ہے جس کو آج سنی کہا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تم جہاں بھی حالات پڑھو گے۔ ایک بات ان کے حالات میں ضرور آتی ہے کہ جہاں وہ ذکر آتا ہے کہ میں نے یہ بخاری کیسے لکھی تو فرماتے ہیں:

مَاوَضَعْتُ فِیْ کِتَابِیْ (اَلصَّحِیْحِ) حَدِیْثًا اِلَّا اغْتَسَلْتُ قَبْلَ ذَالِکَ وَصَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ

سیر اعلام النبلاء: ۲۸۳/۱۰

میں نے بخاری میں ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل بھی کیا اور دو رکعت نفل بھی پڑھے ہیں۔

اب پوچھا جائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو غسل کر رہے تھے تو معاذ اللہ عذاب کے لئے کر رہے تھے، نہیں، ثواب کے لئے کر رہے تھے، دین سمجھ کے کر رہے تھے، طلب ثواب کے لئے کر رہے تھے، تو دین میں نیا کام تھا۔ حدیث میں کہاں ذکر ہے کہ اگر حدیث لکھنی ہو تو پہلے غسل کرو۔ نماز کے لئے تو وضو ہو اور حدیث لکھنے کے لئے غسل ہو۔ کہاں لکھا ہے پورے ذخیرہ احادیث میں ایک حدیث بھی نہیں ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحابی نہیں، تابعی بھی نہیں، بعد میں آئے ہیں۔ مگر نیا کام کر رہے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بدعتی نہیں، سنی ہیں اور وہ جنہوں نے بدعت کے دانت تیز کئے ہوئے ہیں اور ہر چیز کو بدعت کہہ کے کاٹنا چاہتے ہیں۔ وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو کیسے بچائیں گے۔ بخاری پڑھنے کا وہ مستحق ہے جو بخاری کو بدعتی نہ مانے، سنی مانے اور سنی وہ مانے جو بدعت کی یہ

تعریف مانے جو ہم نے کی ہے۔کام نیا تھا، دین میں تھا۔ثواب کے لئے تھا۔مگر پھر بھی بخاری بدعتی نہیں ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غسل کر کے نیا کام کیا ہے مگر یہ قرآن وسنت کی اپوزیشن نہیں تھی، قرآن کا رد نہیں ہو رہا تھا۔لہٰذا دلیل ان کی محبت تھی کہ لفظ محبوب کے ہوں اور لکھے بخاری تو غسل تو ضرور کرنا چاہئے۔محبت کی بنیاد پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غسل کیا ہے تو یہ غسل بدعت نہیں بلکہ سنت کی خوشبو بن گیا ہے۔

ایسے ہی نماز پڑھی تو کہیں بھی کتابت حدیث کے وقت نماز کا تذکرہ نہیں ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث لکھنے کے لئے دو رکعت پڑھنے لازم سمجھے ہیں اور پڑھے ہیں اور نیا کام کیا ہے۔مگر بدعتی نہیں۔کس بنیاد پر کہ دین کا حصہ ہے۔یہ شرائط کے لحاظ سے قرآن وسنت کے متصادم بات نہیں ہے۔اور دلیل محبت ہے۔محبت کی بنیاد سرکار ﷺ کے لفظ لکھنے سے پہلے نفل پڑھوں تو آپ کے الفاظ کی شان ظاہر ہو جن کے جملوں کو لکھنے سے پہلے نفل پڑھے جائیں، اس ذات کی عظمت کا عالم کیا ہوگا۔

یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نوافل ادا کرنا صحیح طریق سے ثابت ہے۔اس کی بنیاد پر بخاری ہوں یا مسلم۔تمام امت جس شاہراہ پر قائم رہی ہے وہ شاہراہ سنت ہے جس کے اوپر ہمیں سنت صحیحہ متواترہ بھی ملتی ہے اور بدعت حسنہ کی شکل میں جو سنت ہے اس کا طرز عمل بھی ملتا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس موضوع کو سمجھ کر آگے پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ